17

انسان کو ظاہری چیزوں پر نہیں جانا چاہیے
اسے قلب کی حالت پر غور کرنا چاہیے
اگر اس کا دل صحیح ہے تو وہ ایسے مقام پر ہے جو قابلِ رشک ہے

(فرمودہ 13 جولائی 1951ء بمقام سکیسر ضلع سرگودھا)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''جیسا کہ میں نے ابھی ڈاکٹر صاحب کو بتایا ہے مجھے پرسوں سے پھر گاؤٹ (Gout) یعنی نقرس کا دورہ شروع ہو گیا ہے جس کی وجہ سے کھڑا ہونا مشکل ہے۔ اس لیے میں خطبہ بھی صرف چند فقروں میں ختم کر دوں گا اور نماز بھی بیٹھ کر پڑھاؤں گا کیونکہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے تکلیف بڑھ جائے گی۔

ہم ابھی دو دن ہوئے ربوہ سے آئے ہیں اور ربوہ میں جو گرمی کی حالت تھی اور اس کے مقابلہ میں یہاں جو حالت ہے ان میں ایک نمایاں فرق ہے۔ اور یہ فرق اتنے تھوڑے فاصلہ پر ہو جاتا ہے اور اِس طرح ہو جاتا ہے کہ اس کا سمجھنا مشکل ہے اور یہ اپنی ذات میں ایک بڑا مضمون معلوم ہوتا ہے۔ یہاں والے یہ قیاس نہیں کر سکتے کہ میدان میں رہنے والوں کا کیا حال ہے اور میدان میں رہنے والے یہ قیاس نہیں کر سکتے کہ یہاں والوں کا کیا حال ہے۔ صرف تخمینہ اور قیاس سے دونوں فریق

ایک غیر مکمل سا نقشہ کھینچ لیتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ چند دن پہاڑ پر رہنے کے بعد لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ میدانوں میں بھی موسم اچھا ہو گیا ہوگا۔ اس طرح انسان سمجھ سکتا ہے کہ جس طرح پاس پاس کی جگہوں میں فرق ہو جاتا ہے اسی طرح پاس پاس کے انسانوں میں بھی فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کے حالات ایک سے معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل وہ مختلف ہوتے ہیں۔ جس طرح پاس پاس کی زمینوں میں فرق ہوتا ہے کہ ایک جگہ گرمی پڑتی ہے اور ایک جگہ سردی، ایک جگہ اونچی ہوتی ہے اور ایک جگہ نشیب والی ہوتی ہے۔ اِسی طرح پاس پاس کے رہنے والے انسانوں کا حال ہے۔ ایک کا کچھ ہوتا اور دوسرے کا کچھ۔

انبیاء جب دنیا میں آتے ہیں تو اُن کے ہمسایہ میں بعض اوقات ایک اشدّ ترین کافر ہوتا ہے جس پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے لیکن ایک ہی جگہ اور ایک ہی وقت میں وہ دونوں اس طرح نشو ونما پاتے ہیں کہ ایک کا دوسرے پر قیاس کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مکہ والوں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مسلمان اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان رہ کس طرح سکتے ہیں۔ جس طرح آجکل احراری کہتے ہیں کہ احمدی پاکستان میں رہ کس طرح سکتے ہیں؟ ان کی سمجھ میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی۔ اِسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ مکہ والے انہیں نکال کیسے دیں گے۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ آپ کو جو الہام ہوا ہے وہ اُسی قسم کا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہوا تھا۔ کاش! میں اُس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی تو میں آپ کی مدد کرتا۔ اِس پر آپ نے حیرت سے فرمایا اَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ۔ 1 کیا وہ مجھے مکہ سے نکال دیں گے؟ آخر میرے اندر وہ کونسی چیز پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے میری قوم مجھے مکہ سے نکال دے گی؟ گویا ایک ہی شہر میں پاس پاس رہنے کے باوجود ایک فریق یہ خیال کرتا ہے کہ میرے شہر سے نکالنے کا سوال ہی کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ لیکن ویسے ہی کان، ناک، آنکھ رکھنے والا آدمی کہتا ہے کہ یہ ہمارے درمیان رہ کیسے سکتا ہے؟ اس کو شہر سے باہر نکال کر پھینکنا چاہیے۔ یہ وہی فرق ہے جو پہاڑ اور میدان کا ہوتا ہے۔ ایک جگہ گرمی ہوتی ہے تو دوسری جگہ سردی، ایک جگہ انسان گرمی سے بیتاب ہو رہے ہوتے ہیں تو دوسری جگہ انسان راحت محسوس کرتے ہیں۔

پس انسان کو ظاہری چیزوں پر نہیں جانا چاہیے۔ اُسے قلب کی حالت پر غور کرنا چاہیے۔

اگر اُس کا دل صحیح ہے تو خواہ وہ دنیا کو نظر آئے یا نہ آئے وہ ایسے مقام پر ہے جو قابلِ رشک ہے اور اگر اُس کے دل کی حالت صحیح نہیں تو خواہ اُس کی حالت لوگوں کو نظر آئے یا نہ آئے وہ ان رحمتوں اور برکتوں کا مستحق نہیں ہوسکتا جو خدا تعالیٰ نازل کرنا چاہتا ہے"۔

(غیر مطبوعہ مواد۔ از ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ)

---

1 : صحیح بخاری کتاب بَدْءِ الوحی باب کَیْفَ کان بَدْءُ الْوحی اِلٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم